اردو میں کلامِ مجید کا بصیرت افروز منظوم ترجمہ اور تفسیر

تَنویرُ القرآن

بحوالہ کنز الایمان و خزائن العرفان

جلدِ اول ﴿۱/تا ۵/پارہ﴾

مصنف/نظم نگار

مولانا کیف الحسن قادری

زیرِ اہتمام:

شیدائے تاج الشریعہ جناب سیف الملک رضوی بنارسی

ناشر:

شیر بہار اکیڈمی جامعہ قادریہ مقصود پور اورائی مظفر پور (بہار)

بفیض نورانی:

شہزادۂ حجۃ الاسلام دامادِ سرکار مفتی اعظم مبلغ اہلسنت مفسر اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ

ابراھیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ

بفیض روحانی:

خلیفۂ سرکار مفتی اعظم ہند محبوب ِقطب مدینہ مناظر اہل سنت شیربہارحضرت علامہ الحاج الشاہ

مفتی محمد اسلم رضوی علیہ الرحمہ

بظل کرامت:

نبیرۂ استاذِ زمن امین شریعت قطبِ چھتیس گڑھ حکیمُ الاسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی

سبطین رضا خاںعلیہ الرحمہ

بظل رحمت:

فقیہِ اعظم جانشینِ مفتیٔ اعظم قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی

محمداختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ

زیرسرپرستی:

قائد اہلسنت جانشینِ تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا خان مد ظلہ العالی

قاضی شرع و سربراہ اعلیٰ مرکز الدراسات جامعۃ الرضا بریلی شریف

نام کتاب:	تنویرالقرآن جلدِ اول ﴿۱/تا۵/ پارہ﴾
مصنف:	مولانا کیف الحسن قادری
نظرثانی:	مولانا محمد ملکُ الظفر سہسرامی (پارۂ اول)
پروف ریڈنگ:	مولانا محمد افضل مرکزی
سنِ اشاعت:	باراول۱۴۴۰ھ/ ۲۰۱۸ء/ بموقع ہفتم عرس شیر بہار وصد سالہ عرس رضوی
صفحات:	۷۲۸
تعداد:	۱۱۰۰
ہدیہ:	----------
زیراہتمام:	شیدائے تاج الشریعہ جناب سیف الملک رضوی بنارس
ناشر:	شیر بہار اکیڈمی جامعہ قادریہ مقصود پوراورائی مظفر پور (بہار) 843312

﴿سورة الفاتحة مكية و هی سبع ايات﴾

ازروئے ترتیب ہے سب سے مقدم فاتحہ:

کون واضح کر سکے اس کا مقام و مرتبہ
نام شہرت یافتہ اِس کا ہے سورہ فاتحہ
ازروئے تفسیر، ہم پاتے ہیں اِس کے ۲۰/نام
اللہ اللہ! کیسی عظمت والا ہے رب کا کلام
سات آیاتِ کریمہ، کلمے ستّائیس ہیں
اورحروف اس میں مکمل ایک سو چالیس ہیں
فاتحہ میں قدرے قیل وقال کی حاجت نہیں
ان میں سے منسوخ یا ناسخ کوئی آیت نہیں

سورۂ قرآں جو سب سے پیشتر نازل ہوئی:

پہلے مکّہ پھر مدینہ میں ہوا اِس کا نزول
جان ودل سے اہلِ ایماں کو یہ سورہ ہے قبول
بعض لوگوں سے یہاں منقول ہے یہ واقعہ
مصطفیٰ نے ایک دن بی بی خدیجہ سے کہا
اکثر اِک آواز ٹکراتی ہے میرے کان سے
کوئی ''اقرأ'' بول کر پڑھنے کو کہتا ہے مجھے
اس حقیقت کا پتہ جب ابنِ نوفل کو چلا
بولا: اطمینان سے سنئے جب آئے یہ ندا
بعدۂ جبریل نے خدمت میں آکر عرض کی
پڑھیے بسم اللہ اور الحمد للہ یا نبی
اس روایت سے بہ حسن وخوبی چلتا ہے پتا
کہ ہوا آغاز قرآں کا بہ شکلِ فاتحہ
لیکن اس کے ساتھ ناطق ہیں روایاتِ دِگر
ہے نزولِ سورۂ اقرأ سبھوں سے پیشتر

بندوں کی بولی میں فرمایا خدا نے کیوں کلام:

اس میں فرمایا گیا بندوں کی بولی میں کلام
بندوں کی تعلیم ہے مقصودِ خلّاقِ انام

فاتحہ سے منسلک نادر مسائل کا بیاں:

آپ سے یارو! نہ پوشیدہ رہے ہرگز یہ راز
خواندنِ ایں سورہ واجب است شرعاً درنماز
مقتدا و منفرد اپنی زباں سے خود پڑھیں
اور قناعت مقتدی، حکمی قرأت پر کریں
جیسا کہ ہے قول یہ خود شارعِ اسلام کا
مقتدا کا پڑھنا، پڑھنا مقتدی کا ہو گیا
ہے بہت ساری حدیثوں سے عیاں یہ مسئلہ
اور یہی چلتا ہے تصریحاتِ فقہا سے پتہ
حکمِ قرآں ہے کہ قرآں پڑھ رہا ہو جب امام
مقتدی پوری خموشی سے سنیں رب کا کلام
سورۂ اعراف میں واضح شہادت دیکھئے
اس کی ۲۰۴/ نمبر والی آیت دیکھئے

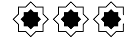


یاد جب تک ہو نہ اے لوگو! جنازے کی دعا
فاتحہ کی سورہ اُس کے بدلے پڑھنا ہے روا

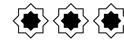
شرط ہے لیکن دعا کی نیت اُس میں بالیقیں
ہو اگر نیت تلاوت کی تو پھر جائز نہیں

جو فضائل فاتحہ کے باب میں وارد ہوئے:

اِس کی عظمت کے حوالے سے بتاتے ہیں حضور
خالی اِس سورہ سے ہیں تورات وانجیل وزبور
یہ شَرَف قرآن نے پایا بہ فضلِ ایزدی
یعنی یہ سورہ فقط قرآن میں نازل ہوئی



آسماں سے اِک فرشتہ ایک دن نازل ہوا
اور شہِ کونین سے بعد از سلام اُس نے کہا
میں بشارت دینے آیا ہوں ۲/ ایسے نور کی
آپ سے پہلے نہ جن کو پا سکا کوئی نبی
نورِ اول فاتحہ کے روپ میں ہے سر بسر
آخرِ بقرہ کی ۳/ آیات ہیں نورِ دِگر



یہ حدیثِ پاک بھی ہے مستند اپنی جگہ
ہر مرَض کے حق میں ہے اکسیر سورہ فاتحہ



پڑھ کے جو سو بار سورہ فاتحہ، مانگے دعا
حسبِ قولِ نبوی ہوتی ہے قبولِ کبریا

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

ترجمہ:
مانگتا ہوں میں پناہ اللہ کی، شیطان سے
جو ہے دھتکارا ہوا اس کے درِ ذی شان سے

تفسیر:

استعاذہ کے تعلق سے مسائل دیکھئے:

مسئلہ یہ استعاذہ کا بخوبی جان لیں
سنت اُس کا پڑھنا ہے قرآن کے آغاز میں
طالبانِ علم پڑھتے ہوں اگر استاد سے
تو یہ اس لمحہ نہیں مسنون اِن کے واسطے
جب رکے ''سُبحَانَ'' کہہ کر منفرد یا مقتدا
تو لبوں پر حسبِ سنت ہو تعوّذ کی صدا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

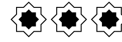
ترجمہ :
رب تعالیٰ کے مبارک نام سے ہے ابتدا
رحم والا جو بہت ہے صاحبِ رحمت بڑا

تفسیر:

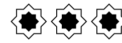
دے رہی ہے دعوتِ نظّارہ شانِ بسملہ:

بسملہ ہے آیتِ قرآں یقینی طور پر
وہ عظیم الشان ہر انداز سے ہے سر بسر
لیکن اُس کو کہہ نہیں سکتے ہیں جُزوِ فاتحہ
بلکہ کوئی سورہ ہو سب سے جُدا ہے بسملہ
اُس کو آغازِ نماز، آہستہ پڑھنا چاہئے
آگے اِس قانونِ شرعی سے نہ بڑھنا چاہئے
یہ بخاری اور مسلم کی روایت دیکھئے
سرورِ کونین کی محبوب سنت دیکھئے

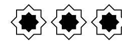
دیکھئے پیارے نبی کا پیارا اندازِ نماز
کرتے تھے ''الحمد للہ'' سے وہ آغازِ نماز
اور یہی معمول صدیق و عمر کا بھی رہا
یعنی بسم اللہ سب لوگوں نے دھیرے سے پڑھا



ہو اگر قائم تراویحِ مقدس کی نماز
ضم ہو جس میں ختمِ قرآنی کا نظمِ دل گداز
جہر سے اِک مرتبہ اس میں پڑھا جائے کہیں
تا کہ اِک آیت جو بسم اللہ ہے چھوٹے نہیں



مومنو! قرآن پڑھتے وقت یہ انداز ہو
بسملہ سے اس کی ہر ہر سورہ کا آغاز ہو
سورۂ توبہ ہے مستثنیٰ مگر اِس حکم سے
یعنی اس سے قبل بسم اللہ نہ پڑھنا چاہئے



پورے قرآنِ مقدس میں ہے اِک ایسی جگہ
آیتِ سجدہ کے بعد آیا ہے جس جا بسملہ
جُزوِ آیت ہے وہ، کوئی مستقل آیت نہیں
اس کو پڑھنے میں تکلف کی کوئی حاجت نہیں
اس کو اس آیت کے شامل پڑھئے اِس انداز سے
سرّی میں سرّاً، نمازِ جہری میں آواز سے



جو بھی کام از روئے قانونِ شریعت ہے مباح
تسمیہ ہے مستحب اس میں بہ وقتِ افتتاح
اور اس کا پڑھنا وقتِ کارِ بد ہے نا روا
ہوش کے ناخن لے اے اہلِ ہوس اہلِ ہوا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱)

ترجمہ۔آیت ۱:
خوبیاں اللہ کو زیبا ہیں، اس کو سب ثنا
جو حقیقت میں ہے کل سنسار والوں کا خدا

تفسیر۔آیت ۱:

حمدِ باری اور اس کی شرعی فقہی حیثیت:

جو بھی جائز کام ہیں، جب بھی ہو اُن کی ابتدا
لب پہ مثلِ تسمیہ ہو حمدِ مولیٰ کی صدا
رحمت و برکت کی ضامن ہے یقیناً حمدِ رب
گاہے واجب ہوتی ہے یہ اور گاہے مستحب
جیسے ثابت خطبۂ جمعہ میں ہے اس کا وجوب
خطبۂ جمعہ میں رب کی حمد کیجئے خوب خوب
مستحب ہے عقد کے خطبے میں حمدِ کبریا
اور اس دم بھی کہ جب مومن کریں رب سے دعا
ایسے ہی، ہر شان والی چیز کے آغاز میں
چاہے آہستہ پڑھیں چاہے بلند آواز میں
نیز یہ ہے مستحب، ہر پینے ہر کھانے کے بعد
اور بن جاتی ہے سنت جیسے چھینک آنے کے بعد

جامعیت سے مزین لفظِ رب العلمین:

لفظِ ''رب العلمین'' سے ہوگئی واضح یہ بات
حادث و ممکن ہے اور محتاج ساری کائنات
بس خدائے پاک کی اک ذات ہے واجب قدیم
حیّ و قادر، ازلی، ابدی اور قیوم و علیم
ہیں معانی اتنے جن کا کوئی اندازہ نہیں
سب کو مستلزم ہیں بس کلماتِ رب العلمین
یہ کرشمے دیکھیے، علمِ الٰہیّات کے
جو مباحث تھے اہم، دو لفظ میں طے ہوگئے

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۲)

ترجمہ۔آیت۲:

درحقیقت مہر والا، صاحبِ رحمت بڑا
(عام ہے ہر شئے کو اس کا فضل اور اس کی عطا)

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (۳)

ترجمہ۔آیت۳:

مالکِ روزِ جزا (اس کا کہاں قبضہ نہیں)
(اس کی شانِ برتری کا کوئی اندازہ نہیں)

تفسیر آیت۔۳

جُملہ مخلوقات ہیں مملوکِ خلّاقِ انام:

یہ بیاں ہے مِلکِ مولیٰ کے ظہورِ تام کا
ہر سو محشر میں بجے گا ڈنکا رب کے نام کا
چھوڑ کر اس کو نہیں جائز کسی کی بندگی
کیونکہ وہ مالک ہے اور مملوک اس کا ہر کوئی
اور جو مملوک ہے معبود ہوسکتا نہیں
اس سے حاصل گوہرِ مقصود ہوسکتا نہیں

لوگ کہتے ہیں جسے دنیا وہ ہے دارالعمل:

آیتِ قرآں سے واضح یہ حقیقت ہوگئی
دنیا کہتے ہیں جسے دارُ العمل ہے واقعی
اور آخر کار اِک آخر ہے اس کے واسطے
سلسلہ یہ اس کا رہ جائے گا اک دن ٹوٹ کے
ہے غلط، اس سلسلے کو کہنا ازلی اور قدیم
ہے فقط ازلی قدیم اللہ کی ذات عظیم
مٹنے والا ہے یقیناً ہر نظام کائنا ت
اک جزا کا دن ہے بعد اختتام کائنات
پس اسی سے خود بخود باطل تناسخ ہوگیا
ایک قالب سے دگر قالب میں جانا روح کا

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (۴)

ترجمہ۔آیت۔۴:

ہم تجھی کو پوجیں تیری بندگی کا دم بھریں
اور مدد کے واسطے رُخ تیری ہی جانب کریں

تفسیر۔آیت۴:

صحّتِ ایماں پہ ہے اعمال کی مقبولیت:

ذکر پہلے رب کی ذات اور اس کی صفتوں کا کیا
پھر پیامِ بندگی قرآن نے ہم کو دیا
پس ہوا ثابت، مقدّم ہے عمل پر اعتقاد
مذہبِ اسلام کو مقصود بہتر اعتقاد

ہو عقیدہ ٹھیک، جب تو ہے عمل رب کو قبول
ورنہ تم یہ جان لو، ساری عبادت ہے فضول

بندگی کی شان ہوتی ہے جماعت سے عیاں:

''نعبدُ'' کی جمع کے صیغے سے یہ ظاہر ہوا
ہے عبادت کا یہ منشا، ہو جماعت سے ادا
اور واضح ہوگیا یہ اختلاطِ خاص و عام
وہ عبادت ہوتی ہے مقبولِ خلّاقِ انام
جو کہ مقبولین ومحبوبینِ رب کے ساتھ ہو
منسلک طرزِ شہہِ اُمی لقب کے ساتھ ہو

مشرکوں کے حق میں صیغہ نعبد شمشیر ہے:

صیغۂ مذکور سے ہوتا ہے ردِّ شرک بھی
ہو نہیں سکتی کسی کی پوجا جز ربِّ قوی

انبیاء و اولیا سے استعانت کا سوال:

اور مدد کے واسطے رُخ تیری ہی جانب کریں
تیری رحمت کا تصوّر ذہن پر غالب کریں
اِس میں یہ تعلیم فرمائی کہ ہو کوئی مدد
واسطہ والی ہو یا بے واسطہ والی مدد
خاص ہر انداز ربُّ العٰلمیں کے ساتھ ہے
سارے عالم پر دراز اُس کے کرم کا ہاتھ ہے
ہے یقیناً ذاتِ باری ہی حقیقی مستعان
باقی سب سے ہے عیاں عونِ خداوندی کی شان
یعنی جو آلات ہیں خُدّام اور احباب ہیں
سب درِ حق سے ہی رحمت پانے کے اسباب ہیں

بندے کو لازم ہے، رکھے اِس حقیقت پر نگاہ
ہر گھڑی ہر آن چاہے دستِ قدرت کی پناہ
لیکن اس کے ساتھ یہ بھی جان لینا چاہئے
جان ودل سے یہ عقیدہ مان لینا چاہئے
انبیا سے استعانت چاہنا باطل نہیں
اولیا سے لینا استمداد لا حاصل نہیں
مسخ کر کے پیش کرنا، شرک ٹھہرانا اِسے
ہے غلط تعبیر، اِس سے ہر کوئی بچ کر رہے
کیونکہ مقبولین کی امداد ہے امدادِ رب
اِس کو غیرُ اللہ کی امداد کہنا ہے غضب
جیسا کہ لکھا ہے کچھ لوگوں نے خود سے جوڑ کر
لیکن اس آیت سے ظاہر ہوتے وہ معنی اگر
تو ''اعینونی بقوہ'' فیض پہنچاتا نہیں
''صبر سے چاہو مددٗ'' اللہ فرماتا نہیں
اور حدیثوں میں نہ اہلُ اللہ کہیں آتے نظر
کیوں اُبھارا جاتا اہلُ اللہ سے امداد پر

اهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ (۵)

ترجمہ۔آیت ۵:

(اے ہمارے مولیٰ) سیدھا راستہ ہم کو چلا
(ہم کو اپنی منزلِ عرفاں سے کر دے آشنا)

تفسیر۔آیت ۵:

بندگی کے بعد مانگیں لازماً رب سے دعا:

دی گئی ذات وصفاتِ رب سے پہلے آگہی
سامنے پھر رکھا قرآں نے اصولِ بندگی

جب اصولِ بندگی کا تذکرہ پورا ہوا
خالقِ کونین نے فرمائی تعلیمِ دعا
اس سے واضح ہے کہ رب کا فضل پانے کے لئے
بندگی کے بعد مصروفِ دعا ہو جائیے
در حقیقت ہے یہی ارشادِ سلطانِ حجاز
بندے کو لازم ہے کہ مانگے دعا بعدِ نماز

اہلسنت کا طریقہ ہے صراط مستقیم:

یہ جو سیدھی راہ کی تلقین فرمائی گئی
ہے مراد اس سے کلامُ اللہ یا خُلقِ نبی
یا مراد اس راستے سے مذہبِ اسلام ہے
مذہبِ اسلام کا آفاقی ہر پیغام ہے
بعض کے نزدیک ہیں اس سے مراد آلِ نبی
اور کچھ کہتے ہیں: اصحابِ رسولِ ہاشمی
پس اسی سے ہو گیا ثابت کہ از فضلِ کریم
ہے طریقِ اہلسنت ہی صراطِ مستقیم
اہلسنت مانتے ہیں اہلبیتِ پاک کو
چاہتے ہیں دل سے اصحابِ شہِ لولاک کو
ٹھوس ہے ایمان ان کا سنت و قرآن پر
ہر قدم پر ہے سوادِ اعظم ان کا راہبر

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعَمتَ عَلَيهِمْ (٦)

ترجمہ۔آیت ٦:

راستہ ان کا (چلا اے خالقِ ارض و سما)
اپنے احساں کی تجلی گہ جنہیں تو نے کیا

تفسیر۔آیت ٦:

اولیا کا ہر عمل بے شک ہے سیدھا راستہ:

آیتِ مذکورہ سیدھی راہ کی تفسیر ہے
بد عقیدوں کی شہِ رگ پر کھنچی شمشیر ہے
ہے مراد اس راہ سے بے شک طریقِ مسلمیں
اہلِ ایماں کے لئے اس میں ہے سوغاتِ حسیں
اور حل ہو کر رہا اس طور یہ بھی مسئلہ
اولیا کا ہر عمل بے شک ہے سیدھا راستہ

غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ (٧)

ترجمہ۔آیت ٧:

راستہ اُن کا نہیں (یارب)، غضب جن پر ہوا
اور نے بھٹکے ہوؤں کا (راستہ ہم کو چلا)

تفسیر۔آیت ٧:

اہلِ ایماں دشمنانِ دین وملّت سے بچیں:

دشمنانِ دین و ملّت سے ہمیشہ کے لئے
طالبِ صدق و صفا کو دور رہنا چاہئے
اُن کی راہ و رسم سے اس کو ہے لازم اجتناب
دے رہی ہے آگہی یہ آیتِ امُّ الکتاب

وجہ بربادی ہے تقلیدِ نصاریٰ و یہود:

آیئے تفسیر کی رو سے حقیقت دیکھئے
ترمذی کی نقل کردہ یہ روایت دیکھئے

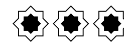
غضبِ ربانی میں اسرائیلی ہیں ڈوبے ہوئے
اور نصاریٰ کیا ہیں حق کی راہ سے بہکے ہوئے

ازروئے تجوید ''ض وظا'' میں بیّن فرق ہے:

''ض'' اور ''ظا'' میں مباحث واقعی بالذات ہیں
دونوں کے اِک دوسرے سے مختلف حالات ہیں
کچھ صفت سے مشترک یہ ایک ہو سکتے نہیں
یاد رکھئے ''ض'' سے مغضوب ہے ''ظا'' سے نہیں
اِس لئے مغظوب بِالظا گر کوئی قصداً پڑھے
تو محرّف سمجھا جائے گا حقیقت میں اسے
جان کر ایسا پڑھے تو کفر لازم آئے گا
اور اگر سہواً پڑھے جب بھی غلط کہلائے گا
''ظا'' تلاوت کرتا ہو گر ''ض'' کے بدلے امام
تو امامت اس کی حسبِ قولِ فقہا ہے حرام

وہ مسائل جو تعلق رکھتے ہیں آمین سے:

معنیٰ ہیں آمین کے ایسا ہی کر میرے خدا
ہو قبولِ بارگاہِ حق ہماری التجا



معنوی رُخ سے ہے گو حامل نئی اِک شان کا
لیکن ''آمیں'' ہے نہ حصہ سورۂ قرآن کا



جب تلاوت فاتحہ کی، صاحبِ ایماں کرے
ختمِ سورہ پر اسے آمین کہنا چاہئے
اندرونِ بندگی بھی، نیز بیرونِ نماز
کیوں کہ ہے یہ درحقیقت سنتِ میرِ حجاز



حنفیوں کو اپنے مسلک پر ہی رہنا چاہئے
دھیرے دورانِ نماز آمیؔن کہنا چاہئے
سب حدیثوں پر نگاہِ غور اور تنقید سے
آتی ہے اِک دم نکھر کے یہ حقیقت سامنے
اور بظاہر جہر پر مبنی جو مرویّات ہیں
اُن پہ وارد اہلِ فن کے بیشتر شبہات ہیں
بس ہے ''وائل'' کی روایت کا اگرچہ ٹھیک حال
اس میں بھی ہے پایا جاتا ۲ طرح کا احتمال
احتمالِ جہر ہے جس طور سے، اس طور ہی
بلکہ ''مدِّ ہمزہ'' کا امکان ہے اس سے قوی
اور جب اس کی دلالت جہر پر قطعی نہیں
لازماً حجّت برائے جہر ہو سکتی نہیں
نیز ہیں اس کے سوا جتنی روایاتِ دِگر
یعنی جو ہیں مبنی رفع و جہر کے الفاظ پر
حال اُن کا یہ کہ ہے اسناد میں ان کی کلام
وہ ہیں ''بِالمعنیٰ روایت'' نزدِ فقہائے عظام
ان کو فرمانِ شہِ لولاک کہہ سکتے نہیں
فہمِ راوی کو حدیثِ پاک کہہ سکتے نہیں
مسئلہ اپنی جگہ اب خوب واضح ہو گیا
ہے مناسب زیادہ، دھیرے بولنا آمیؔن کا